معاویہ رضی اللہ عنہ بحیثیت کاتب وحی: ایک تحقیقی جائزہ

Amir Mua'wia (r.a) as a writer of the revelation (Quran): A research review

ڈاکٹر آفتاب احمد[i] محمد انیس[ii]

Abstract:

Companions of the Prophet SAW are the exalted and high-profiled generation among the believers. Every companion is known for his own peculiarities and physiognomies which makes him distinctive among others. Most of the people know and acknowledge the salient features of Ameer Muawiya R.A while others not only ignore it but sometimes they criticize his other characteristics. Among these is performing the duty of inscribing the Revelation "Holy Quran" in incredible and trustworthy way. This paper aims to explore this dim dimension of the life and contribution regarding preservation of the Holy Quran through inscribing which are the primary sources of knowledge.

***Key Words**: revelation,companion,trustworthy*

نام ونسب

معاویہ نام ابو عبدالرحمن کنیت والد کا نام ابوسفیان ،سلسلہ نسب یوں ہے:
معاویہ بن ابی سفیانؓ صخر بن حرب بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد مناف بن قصیٰ ابو عبدالرحمن القرشی الاموی المکی خال المؤمنین وکاتب وحی۔سیدنا معاویہؓ قریش کے ایک شاخ بنی امیہ میں سالار قریش سیدنا ابوسفیانؓ صحر بن حرب کے ہاں پیدا ہوئے۔آپؓ کا شجرہ نسب ماں باپ دونوں کی طرف سے پانچویں پشت میں محمد رسول اللہ ﷺ سے جاملتا ہے[1] ۔

i اسسٹنٹ پروفیسر ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، شہید بینظیر بھٹویونیورسٹی، شرینگل دیراپر
ii پی ایچ ڈی سکالر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

سیدنا معاویہؓ کی صورت وسیرت

جس طرح آپؓ سیرت و کردار میں اعلیٰ تھے اسی طرح آپؓ کی صورت میں بھی ایک خاص کشش اور جاذبیت تھی۔ رنگ سرخ و سفید کا امتزاج، سرو قد لحیم و شحیم، وضع و قطع اور چال ڈھال میں ایک خاص قسم کا رعب اور تمکنت، چہرہ کتابی، آنکھیں موٹی موٹی اور چتون شیر کی مانند، صورت وجیہ اور امیر کی مسکنت کا بہترین امتزاج، داڑھی گھنی، مہندی اور وسمہ کے حضاب سے رنگی ہوئی، لباس میں سادگی بلکہ اکثر وبیشتر دسیوں پیوند صرف قمیص کو لگے ہوتے [2]۔

چنانچہ سیدنا امام احمد بن حنبلؒ نے لکھا ہے کہ علی بن ابی جمیلہ نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہ :

"میں نے سیدنا معاویہؓ کو دمشق کے بازار میں سوار دیکھا۔ آپؓ کے پیچھے آپؓ کا غلام تھا، اور آپؓ ایک ایسی قمیص زیب تن کئے ہوئے تھے جس کا گریبان دریدہ تھا، اور آپؓ اسی حالت میں دمشق کے بازار میں پھر رہے تھے [3]۔"

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا

خطیب بغداد اس کو یوں بیان فرماتے ہیں:

أسلم قبل أبيه فى عمرة القضاء وبقى يخاف من الخروج الى النبى صلى الله عليه وسلم من ابيه[4]

"اپنے والد (سیدنا ابوسفیانؓ) سے پہلے عمرۃ القضاء میں اسلام لے آئے البتہ والدین کے خوف سے حضورؐ کی خدمت میں نہ آسکے۔"

اور سیدنا معاویہؓ کا پہلے اسلام لانا خود ان کے قول سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہ عمرۃ القضاء سن ۷ ہجری سے پہلے اسلام لائے۔ جو بیّن (واضح) ثبوت ہے۔ اس موقف کی ثبوت کے لیے ایک اور روایت بھی موجود ہے جو امام احمدؒ نے امام باقرؒ سے انہوں نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے:

قال قصرت عن رسول الله بمشقص

"سیدنا معاویہؓ کہتے تھے! میں نے مروہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کترے تھے (چھوٹے کیے)۔"

سیدنا معاویہؓ صلح حدیبیہ کے دن اسلام لے آئے جس کی دلیل یہ صحیح حدیث ہے کہ سیدنا معاویہؓ نے سیدنا ابن عباسؓ سے فرمایا:

أعلمت أني قصرت من رأس رسول الله عند المروة بمشقص[5]

"کیا تجھے معلوم ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سر کے بال مروہ پر تیر کی بھال سے کترے تھے۔"

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حجامت عمرۃ القضاء میں واقع ہوئی جو صلح حدیبیہ سے ایک سال بعد ۷ ھجری میں ہوا، کیونکہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ نے قران کیا تھا اور قارن پر مروہ میں حجامت نہیں بلکہ منیٰ میں دسویں ذی الحجہ کو کراتے ہیں، نیز رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں بال نہیں کٹوائے تھے بلکہ سر منڈوایا تھا اور سیدنا ابو طلحہؓ نے حجامت کی تھی تو لا محالہ سیدنا معاویہؓ کا آپؐ کے سر مبارک کے بال تراشنا عمرۃ القضاء میں فتح مکہ سے پہلے ہوا۔ معلوم ہوا کہ سیدنا معاویہؓ فتح مکہ سے پہلے ایمان لا چکے تھے۔

اصل حدیث صحیح بخاری میں بواسطہ طاؤس حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہؓ نے کہا:

"میں نے قینچی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کترے تھے۔"

یہ دونوں باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ سیدنا معاویہؓ واقعہ عمرۃ القضاء میں مسلمان تھے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع میں بال نہیں کتروائے تھے بالاتفاق حجۃ الوداع میں آپ ﷺ نے بال منڈوائے تھے۔ پس یہ بال کتروانا عمرہ کے علاوہ اور کسی موقع پر نہیں ہوا۔ اور اسی وجہ سے امام ابن عساکرؒ نے تاریخ مدینہ دمشق میں سیدنا معاویہؓ کے ترجمہ میں تصریح سے لکھا ہے کہ:

أن معاوية اسلم بين الحديبيةوالقضية

"سیدنا معاویہؓ صلح حدیبیہ اور عمرۃ القضاء کے درمیانی عرصے میں اسلام قبول کر چکے تھے۔"

مورخ ابن سعدؒ لکھتے ہیں کہ:

كان يذكر أنه اسلم عام الحديبية

"یہ بات مشہور تھی کہ آپؓ حدیبیہ کے سال اسلام قبول کر چکے تھے۔"

علامہ ذہبیؒ، ابن عساکرؒ، ابن کثیرؒ اور علامہ ابن تیمیہؒ کی تحقیق کے مطابق آپؓ سن ۷ ھجری میں اسلام لائے۔

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ:

> "سیدنا معاویہؓ نے حدیبیہ کے بعد اسلام قبول کیا اور اپنے اسلام کو چھپائے رکھا، فتح مکہ کے دن اسے ظاہر کر دیا اور آپؓ عمرۃ القضاء کے سال مسلمان تھے[6]۔"

حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ:

> "بعض وجوہ کے بنا پر آپؓ نے اپنے ایمان کو چھپائے رکھا جن میں سب سے بڑی وجہ کفار مکہ کی مسلمانوں پر سختی تھی، کیونکہ وہ زمانہ ایسا تھا کہ زبان سے لا الہ الا اللہ نکالنا سارے عرب کو اپنی مخالفت کی دعوت دینا تھا۔ امام المؤذنین سیدنا بلالؓ، سیدنا عمار بن یاسرؓ، سیدنا صہیب رومیؓ اور سیدنا خباب بن الارتؓ کی ایذاؤں کا نقشہ آپؓ کے سامنے تھا۔ پھر سرکار دو عالمؐ کی ایذائیں اور تکالیف بھی آپؓ کی نگاہ میں تھیں کہ جب آپؐ نے لوگوں سے فرمایا :قولوا لا الہ الا اللہ تفلحوا "اے لوگوں! لا الہ الا اللہ کہو فلاح پاجاؤ گے۔" تو لوگ پیچھے سے پتھر مارتے اور زور زور سے چلاتے: "ایھاالناس! لا تطیعوہ فانہ کذاب" اے لوگو! اس کی بالکل نہ سننا (معاذاللہ) یہ جھوٹا ہے۔"

پھر آپؓ کے گھریلو ماحول کا دباؤ بھی آپؓ کے ایمان کے اظہار میں مانع تھا، کیونکہ سیدنا ابوسفیانؓ اس زمانہ میں قریش کے سردار اور قائد تھے اور نبی اکرمؐ کے مخالف تھے۔ بھلا وہ کیسے یہ برداشت کر سکتے تھے کہ خود ان کے گھر میں اسلام کا وہ چشمہ جاری ہو جائے جس کو بند کرنے کے لیے انہوں نے بدر واحد کی جنگیں لڑیں اور ان میں قریش کے بڑے بڑے سردار کام آئے چنانچہ سیدنا معاویہؓ خود فرماتے ہیں:

> اسلمت یوم عمرۃ القضاء ولکنی کتمت اسلامی من ابی الی یوم الفتح[7]
>
> "میں عمرۃ القضاء کے روز اسلام لایا تھا، لیکن اپنے والد کے ڈر سے فتح مکہ تک اسلام کو چھپائے رکھا۔"

ایسا ہی دوسری جگہ پر حافظ ابن حجرؒ نے الاصابۃ فی تمیز الصحابۃؓ میں فرماتے ہیں :

"ان وجوہ کے بناء پر سیدنا معاویہؓ مجبور تھے اور اسلام لانے کے باوجود اس زمانہ میں اپنے اسلام کا اظہار نہ کرسکے اور اس روز (فتح مکہ کے روز) اس کا اظہار کیا، جس روز آپؓ کے والدین بھی دولت ایمان سے مشرف ہوگئے[8]۔"

اس بارے میں سیدنا معاویہؓ کا اپنا بیان زیادہ اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ آپؓ کے والد رئیس مکہ اور مسلمانوں کے خلاف قریباً ہر جنگ میں لشکر کے سپہ سالار تھے۔ اب اگر ان کا اپنا بیٹا جوان کے گھر کے میں رہتا ہے، حلقہ اسلام میں داخل ہو جائے تو والدین کے لیے یہ کس قدر رسوائی کا باعث بن سکتا تھا۔

علامہ ابن سعدؒ کے بیان کے مطابق سیدنا معاویہؓ فرماتے ہیں:

"میں عمرۃ القضاء سے قبل اسلام لایا، لیکن اپنی ماں کی خوف سے (جس کا والد، تایا اور بیٹے جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے) مدینہ طیبہ ہجرت کر کے نہ جا سکا، کیونکہ وہ مجھ سے کہتی تھی اگر تو مدینہ کی طرف گیا تو ہم تیرا دانہ پانی بند کریں گے[9]۔"

مورخین کے بیان کے مطابق اس وقت آپؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اٹھارہ سال کا بچہ وہ بھی قریش کے رئیس اور سپہ سالار کا نور نظر ماں کی اس دھمکی کی وجہ سے مرعوب ہو گیا اور اپنے ایمان اور اسلام کو کئی سال تک چھپائے رکھا۔ چنانچہ ابن اثیرؒ کے الفاظ کے مطابق اپنے اسلام کو چھپانا صرف والدین سے تھا۔ بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ آپؓ صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلام لائے۔ آپؓ نے اپنے والدین سے اپنے اسلام کو مخفی رکھنے کی بہت کوشش کی تھی، لیکن پھر بھی آپؓ کے والد کو آپؓ کے اسلام لانے کا علم ہو گیا۔ انہوں نے آپؓ سے کہا:

هذا اخوک یزید و هو خیر منک علیٰ دین قومه[10]

"تم سے تو تیرا بھائی ہی اچھا ہے جو اپنے آبائی دین پر ہے۔"

درایتاً بھی یہی بات درست معلوم ہوتی ہے کیوں کہ فتح مکہ سے قبل آپؓ نے اسلام کے خلاف کسی جنگ میں شرکت نہیں فرمائی، حالانکہ آپؓ کے والد اور خاندان کے دوسرے افراد ان جنگوں میں پیش پیش تھے۔ سیدنا معاویہؓ جب دولت اسلام سے بہرہ ور ہوئے تو اس وقت آپؓ کی عمر اٹھارہ سال تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپؓ سن ٦ ہجری اور سن ٧ ہجری کے درمیان ایمان لائے۔ آپؓ کے اسلام کے بارے میں مشہور مورخ مصطفٰے بک نجیب نے لکھا ہے: ''جہاں تک سیدنا معاویہؓ کے

اسلانے کا تعلق ہے اس کا معاملہ ایسا ہی ہے جیسا کہ سید نا عباسؓ کا، جو جنگ بدر کے موقع پر ہی مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے، لیکن اپنے اسلام کا اعلان آپؓ نے فتح مکہ سے کچھ پہلے کیا، چنانچہ سید نا معاویہؓ بھی صلح حدیبیہ کے موقع پر حلقہ بگوش اسلام ہو چکے تھے، لیکن اپنے اسلام کا اعلان فتح مکہ کے روز کیا[11]۔

امام ابن عساکرؒ بیان فرماتے ہیں:

عن عمر بن عبدالله العنسبی قال:قال معاویةبن ابی سفیان:لماکان عام الحدیبیة وصدت قریش رسول الله عن البیت ،ودافعوبالراح ،وکتبوابینهم القضیة، وقع الاسلام فی قلبی....الخ [12]

صحیح روایت اور ابن عساکرؒ کی تصریح پر ہمارے مورخین کا کوئی بس نہیں چلتا کہ بر خلاف اس کے سید نا معاویہؓ کی پوزیشن کو کسی طرح گرادیا جائے تو کبھی یہ الزام لگادیا جاتا ہے کہ آپؓ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور کبھی ایمان کا قبل از فتح اقرار کیا جاتا ہے لیکن کتمان ایمان کا الزام قائم کر دیا جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ جب سید نا معاویہؓ نے عمرۃ القضاء میں مروہ پر رسول اللہ ﷺ کے بال تراشے تو اخفاء ایمان کہاں باقی رہ گیا؟ گویا نعوذ باللہ آپؓ کا ایمان سانپ کے منہ میں چھچھوندر کی مثل بن گیا کہ نہ اگلتے بنتی ہے نہ نگلتے بنتی ہے، اسی لئے سمجھدار افراد نے اتنا کہہ کر جان چھڑالی کہ "اسلم قبل الفتح" یعنی فتح مکہ سے پہلے اسلام قبول کیا۔ چونکہ یہ امر مسلم و متواتر ہے کہ فتح مکہ کے بعد سید نا معاویہؓ کا مستقل قیام مدینہ طیبہ میں ہوتا تھا اس لیے آپؓ کے اسلام کو فتح مکہ سے پہلے کا خود بخود تسلیم کرنا ہوگا۔ اگر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے نزدیک آپؓ فتح مکہ سے پہلے مسلمان نہ ہو گئے ہوتے تو مدینہ طیبہ میں آپؓ کے قیام کی کوئی سبیل نہ تھی کیوں کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کو سلسلہ قطعاً بند ہو چکا تھا، اعلان عام ہے:

لا هجرة بعد الفتح "فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں۔"

اس اعلان پر سختی سے عمل ہوا۔ سید نا صفوان بن امیہؓ نے بہ حالت کفر غزوہ حنین میں شرکت کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے چچا سید نا عباسؓ کے مہمان کی حیثیت سے کچھ دن مدینہ طیبہ میں رہے تھے، لیکن چونکہ اسلام لائے فتح مکہ کے بعد انہیں ہجرت کی اجازت نہیں دی گئی۔ مدینہ طیبہ کے واپسی کے کچھ دن بعد انہوں نے اسلام کا اعلان کیا اور تمام مال و متاع لے کر بہ نیت ہجرت مدینہ طیبہ

حاضر ہوئے لیکن رسول اللہ ﷺ نے انہیں مکہ واپس کر دیا۔ صرف ایک صاحب کی مثال ہے کہ ان کی ہجرت قبول کرنے پر عباسؓ نے رسول اللہ ﷺ کو قسم دی تھی تو آپؐ نے فرمایا تھا:

"میں محض اپنے چچا کی قسم پوری کر رہا ہوں ورنہ فتح کے بعد ہجرت نہیں۔"

ایسی صورت میں یہ امر ناگزیر ہے کہ معاویہؓ کو حقیقی معنی میں مہاجر تسلیم کیا جائے کیونکہ مدینہ منورہ میں آپؓ کا قیام نہ قابل تردید مسلمات میں سے ہے اور صرف قیام مدینہ نہیں بلکہ آپؓ کو کتابت وحی بھی سپرد تھی۔

مزید آگے پڑھیئے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان مواخاۃ قائم فرمایا تھا۔ اب اگر سیدنا معاویہؓ مہاجر نہ ہو تو آپؓ کے مواخات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، حالانکہ أن النبی أخی بین الحتات و معاویة رسول ﷺ اللہ نے معاویہؓ اور حتاتؓ کے درمیان مواخاۃ قائم کی ہوئی تھی۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری نے مواخاۃ مدینہ کا ایک نقشہ پیش کیا ہے، اس فہرست میں چوبیسویں نمبر پر سیدنا معاویہؓ کو ذکر ہے کہ انصار میں سے آپؓ کے بھائی سیدنا حتات بن بشیرؓ ہیں۔ سیدنا معاویہؓ کا عمرۃ القضاء سے پہلے اسلام لانا صرف ایک دو کتابوں نے نہیں لکھا ہے۔ بلکہ اکثر کتب تواریخ میں یہ الفاظ موجود ہیں ملاحظہ فرمائے ئے۔ امام ذہبیؒ نے "سیر اعلام النبلاء" میں، حافظ ابن کثیرؒ نے "البدایہ والنہایۃ" میں، علامہ ابن سعدؒ نے "الطبقات الکبریٰ" میں، امام بغدادیؒ نے "تاریخ بغداد" میں، امام ابن عساکرؒ نے "تاریخ مدینہ دمشق" میں اور قانع بغدادیؒ نے "معجم الصحابہ" میں، امام احمد بن حنبلؒ نے "کتاب فضائل الصحابہؓ" میں، یوسف المزیؒ نے "تہذیب الکمال" میں، ابن عبدالبرؒ "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب" میں، شہاب الدینؒ "ارشاد الساری شرح بخاری" میں اور ابن حجر عسقلانیؒ "الاصابہ فی تمیز الصحابۃؓ" میں اور ابن اثیر جزریؒ "اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ" میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے۔ ان سے بھی کئی زیادہ کتب میں آپ کو اس تفصیل کے ساتھ ملے گا[13]۔

دورِ جدید کی کتب نے بھی یہی حوالہ درج کیا ہے۔ مولانا عبد الشکور لکھنویؒ نے "کشف الغطاء" میں، مفتی محمد تقی عثمانیؒ نے "سیدنا معاویہؓ اور تاریخی حقائق" میں، مولانا محمد نافع صاحب

جھنگ نے "سیرت سیدنا معاویہ "میں، مولاناضیاءالرحمن فاروقی "سیدنا معاویہؓ" میں، حکیم محمود احمد ظفر صاحب "حالاتِ سیدنا معاویہؓ" میں، سید علی احمد عباسی "سیدنا معاویہؓ کی سیاسی زندگی" میں، مفتی احمد یار خان نعیمی "حضرتِ معاویہؓ" میں۔ پروفیسر طاہر الہاشمی "تذکرہ سیدنا معاویہؓ" میں، مولانا محمد علی نقشبندی "علمی محاسبہ" میں۔ پروفیسر اظہر محمود "سیرت سیدنا معاویہؓ تاریخ کے آئینے میں" پروفیسر ڈاکٹر سراج الاسلام حنیف نے "انبیائے عظام اور صحابہ کرامؓ پر اعتراضات کا علمی جائزہ" میں اس کے علاوہ اور بہت سی بے شمار کتب میں یہ موجود ہے۔ علامہ محمد ظفر اقبال صاحب دامت برکاتہم نے "ازالہ شبہات" میں تفصیل سے بحث کی ہے:

"کہ سیدنا معاویہؓ عمرۃ القضاء سے پہلے اسلام لے آئے[14]۔"

سیدنا معاویہؓ بحیثیت کاتب وحی

اسلام قبول کرنے کے بعد مستقلا آپؓ پیغمبر ﷺ کی خدمت میں رہنے لگے اور کتابت وحی کے لیے جو مقدس ترین جماعت تھی آپؓ اس کے ایک رکن رکین تھے۔ کتابت وحی کے ساتھ جو فرامین اور خطوط دربار رسالت سے جاری ہوتے آپؓ انہیں بھی تحریر فرماتے۔ رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت سارے مکہ میں صرف سترہ(۱۷)افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے، ان میں تین شخص سیدنا ابوسفیانؓ بن حرب، سیدنا یزید بن ابی سفیانؓ اور سیدنا معاویہؓ بھی تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی ذہنی اور فکری اور عملی خوبیوں سے کتابتِ وحی کیلئے مامور فرمایا تھا۔ جو وحی آپؐ پر نازل ہوتی تو اسے قلمبند فرماتے اور جو خطوط وفرامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے جاری ہوتے انہیں بھی تحریر فرماتے۔ وحی خداوندی لکھنے کی وجہ سے آپؓ کو کاتبِ وحی کہا جاتا ہے۔

علامہ ابن حزمؒ اس کو یوں بیان فرماتے ہیں: یہی الفاظ تاریخ یعقوبی نے بھی نقل کیے ہیں:

وکان کتابی الذین یکتبون الوحی والکتب والعیود،علی بن ابی طالب،و عثمان ابن عفان، وعمرو بن ابی العاص بن امیة ومعاویة بن ابی سفیان وشرحبیل بن حسنة[15]

"اور رسول اللہ ﷺ کے کاتبین جو آپ ؐ کے لئے وحی، مراسلات، معاہدات اور مواثیق وغیرہ لکھا کرتے تھے وہ علیؓ، عثمانؓ بن عفانؓ، عمروؓ بن العاص، معاویہ بن ابی سفیانؓ اور شرحبیلؓ بن حسنہ... تھے۔"

حافظ ابن کثیرؒ ان کو یوں بیان فرماتے ہیں:

خال المؤمنین کاتب وحی رسول اللہ ورب العالمین [16]

"سیدنا معاویہؓ مؤمنوں کے ماموں اور رسولؐ اللہ اور رب العالمین کے کاتبِ وحی تھے۔"

علامہ ابن حجر مکیؒ نے یوں تفصیل بیان فرمائی ہے:

"سیدنا معاویہؓ عنہ رسولِ خدا ﷺ کے کاتب تھے۔"

ابو نعیمؒ نے کہا ہے:

"سیدنا معاویہؓ رسولؐ خدا کے کاتبوں میں سے تھے۔ اور عمدہ کتابت کرتے تھے۔ فصیح اور بردبار اور باوقار تھے[17]۔"

اور مدائنؒ نے کہا ہے کہ:

"سیدنا معاویہؓ ان تحریرات کو لکھا کرتے تھے جو آنحضرات صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلِ عرب کے درمیان میں ہوتی تھیں۔ اس میں وحی اور غیر وحی شامل ہے۔" پس وہ رسولؐ خدا کے امین تھے۔ وحی الٰہی پر یہ رتبہ بلندان کے لئے بس (کافی) ہے۔"

اسی وجہ سے قاضی عیاضؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے معاذ بن عمرانؒ سے پوچھا کہ عمر بن عبدالعزیزؒ اور سیدنا معاویہؓ میں کیا فرق تھا؟ معاذؒ کو یہ سن کر غصہ آگیا اور انہوں نے کہا کہ نبیؐ کے اصحاب پر کسی کا قیاس نہیں ہو سکتا۔ سیدنا معاویہؓ آنحضرتؐ کے صحابی تھے۔ آپؐ کے سسرالی رشتہ دار تھے۔ آپکےؐ کاتب تھے اور وحی الٰہی پر آپؐ کے امین تھے[18]۔

علامہ ذہبیؒ نے سند صحیح کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کی روایت نقل کی ہے، فرماتے ہیں:

کنت العب فدعانی رسول اللہ، فقال: ادع لی معاویة وکان یکتب الوحی[19]

"میں کھیل رہا تھا کہ جناب رسولؐ اللہ نے مجھے بلایا اور فرمایا: معاویہؓ کو بلالاو۔ اور معاویہؓ وحی کی کتابت کرتے تھے۔"

روایات میں آتا ہے کہ یہ ذمہ دارانہ منصب رسول ﷺ اللہ نے آپ ؓ کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ حافظ ابن کثیرؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ جبرائیلؑ امین بارگاہ رسالت میں تشریف لائے اور عرض کیا:

یا محمد! اقرأ معاوية السلام ، واستوص به خيراً فانه امين الله على كتابه ووحيه و نعم الامين[20]

"اے محمد ﷺ! معاویہ ؓ کو سلام کہئے اور اس کو نیکی کی تلقین کیجئے، کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کی وحی کی امین ہیں اور بہترین امین ہیں۔"

حافظ مقدسیؒ فرماتے ہیں:

و معاوية خال المؤمنين وكاتب وحى الله وأحد الخلفاء المسلمين[21]

"معاویہ ؓ مومنوں کے ماموں، کاتب وحی اور مسلمان خلفاء میں سے تھے۔"

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

و كان زيد بن ثابت من ألزم الناس لذلک ، ثم تلاه معاوية فكان ملازمين للكتابة بين يديه فى الوحى وغير ذلک، لاعمل لهما غير ذالک[22]

"نبی کریم ﷺ کے کاتبین وحی میں سے سب سے زیادہ زید بن ثابت ؓ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے اور اس کے بعد دوسرا درجہ معاویہ ؓ کا تھا، یہ دونوں دن رات آپ ﷺ کے ساتھ لگے رہتے اور اس کے سوا کوئی کام نہ کرتے تھے۔"

انیس ذکریا نصولی ان کو یوں بیان فرماتے ہیں:

"سیدنا معاویہ ؓ اسلام لے آئے تو کاتبِ وحی مقرر ہوئے اور آپ ؓ رسول ﷺ اللہ کے معتمد خاص تھے[23]۔"

ان گنت حوالہ جات آپ ؓ کے کاتبِ وحی ہونے کی صراحت کرتے ہیں۔ جن میں امام ابن عبد البرؒ نے "الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب"، ابن حجر عسقلانیؒ نے "الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ ؓ" میں، علامہ ذہبیؒ نے "سیر اعلام النبلاء"، ابن اثیر جزریؒ نے "اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ"، شاہ ولی اللہؒ نے "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" میں، خطیب تبریزیؒ "الاکمال فی اسماء الرجال" میں، اور شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ نے "منہاج السنۃ" یوں سب کے سب اکابرؒ نے معاویہ ؓ کے کاتبِ وحی کا ہونے کا اقرار کیا ہے۔

عہدِ حاضر کی کتب بھی ملاحظہ فرمائیں۔ انہوں نے بھی سیدنا معاویہؓ کو کاتبِ وحی لکھا ہے۔ شیخ ذکریاؒ نے "لامع الدراری شرح ترمذی" میں، شیخ الاسلام مفتی تقی عثمانی نے "سیدنا معاویہؓ اور تاریخی حقائق" میں، مفتی محمد رفیع عثمانیؒ نے "کتابت حدیث" میں، عبدالرحمن مبارکپوریؒ نے "تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی" میں، ضیاء الرحمن فاروقیؒ نے "خطبات سیرت" میں، شاہ معین الدین ندویؒ نے "تاریخ اسلام اور سیر الصحابہ" میں اور بھی بہت سے علماء کرام نے یہ بیان کیا ہے کہ معاویہؓ وحی کے کاتب تھے[24]۔

خلاصہ بحث

معاویہ رضی اللہ عنہ تاریخ اسلام کی ان عظیم شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے اسلامی ریاست کو توسیع و ترقی اور دنیا میں اسلام واستحکام کے لیے شاندار خدمات سرانجام دی ہیں اور ان کا بیس سالہ دورِ خلافت جہاں ملت اسلامیہ کی وحدت کی علامت ہے وہاں اسلام کی دعوت اور دائرہ اثر کو دنیا کے مختلف اطراف میں پھیلانے کا ذریعہ بھی ہے۔ آپؓ ان چند گنی چنی ہستیوں میں سے ہیں جن کے احسانات امت مسلمہ فراموش نہیں کر سکتی۔ آپؓ ان چند کبار صحابہ میں سے ہیں جن کو سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں مسلسل حاضری اور حق تعالیٰ کی جانب سے نازل شدہ وحی کو لکھنے کا شرف حاصل ہے، آپ صحابی رسولؐ کاتب وحی رب العالمین، نبی کریمؐ کے برادر نسبتی ہیں اور آپؓ کا شمار عرب کے ممتاز دانشوروں اور سیاستدانوں میں ہوتا ہے۔ آپؓ کا حلم و بردباری اور معاملہ فہمی ہمیشہ مسلم رہی اور انہوں نے جس تدبیر ودانش کیساتھ بیس (۲۰) برس تک پوری امت مسلمہ کی قیادت کی وہ اسلامی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ وہ ایک حاکم و قائد ہونے کے ساتھ ساتھ مجتہد بھی تھے۔ جن کے اجتہادی مقام و مرتبہ کا حضرات صحابہ کرامؓ کے ہاں بھی اعتراف پایا جاتا ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابن حجر عسقلانی ،الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۳: ۱۱۸، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۵ھ

2 الذہبی، سیر اعلام النبلاء ۴: ۱۳۰، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۲ء

3 سیر اعلام النبلاء ۴: ۱۲۰

4 بغدادی، تاریخ بغداد ۴: ۳۰۸، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۹۸۹ء
5 محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، باب الخلق، حدیث (۱۷۳۰) بیروت، دار الفکر، ۱۹۹۴ء
6 الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۳: ۲۳۶
7 ابن حجر عسقلانی، فتح الباری ۱۳: ۵۶، مصر، مطبعہ السلفیہ (س۔ن)
8 الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۳: ۴۳۴
9 ابن سعد، الطبقات: ۱۳۲، مکہ المکرمہ، مکتبہ جامعۃ الکبری جامعۃ ام القریٰ، ۱۴۱۰ھ
10 علامہ ابن حجر مکی، تطہیر الجنان، اردو ترجمہ عبد الشکور لکھنویؒ: ۱۸، ملتان، مکتبہ امدادیہ (س۔ن)
11 تطہیر الجنان: ۲۰
12 الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ۳: ۱۴۱۴
13 تطہیر الجنان ۱۳-۲۴
14 علامہ محمد ظفر اقبال، سیدنا معاویہ اورازالہ شبہات: ۶۷، کراچی، مکتبہ فاروقیہ، ۲۰۰۳ء
15 علامہ ابن حزم، جوامع السیرہ ۲۲-۲۶، بیروت، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۳ء
16 البدایہ والنہایہ ۸: ۴۳۴
17 تطہیر الجنان: ۵۲
18 الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب ۳: ۱۴۱۶
19 سیر اعلام النبلاء، بیروت ۳: ۱۵۰
20 البدایہ والنہایہ ۸: ۱۲۰
21 لمعۃ الاعتقاد: ۳۳
22 جوامع السیرۃ: ۲۷
23 انیس ذکریا نصولی، امیر معاویہ، اردو ترجمہ عبد الصمد صارم: ۷، لاہور، میری لائبریری، ۱۹۶۸ء
24 سیدنا معاویہ اورازالہ شبہات: ۸۷